وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب:۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ (قرآن)

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر-۴

اسلام اور امانت داری

حضرت مولانا **سیّد ارشد مدنی** صاحب دامت برکاتہم

صدر المدرسین

واستاذ حدیث دار العلوم دیوبند

شائع کردہ:

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی

دار العلوم دیوبند

۲۰۲۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اور امانت داری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُکُمْ اَنْ تؤَدُّوْا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾. (النساء:۵۸)

’’بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو پہونچاؤ‘‘۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو، اس حکم کا مخاطب ہر وہ شخص ہے جو کسی امانت کا امین ہے، اس جگہ یہ بات غور طلب ہے کہ قرآن کریم نے لفظ امانت بصیغۂ جمع استعمال کرکے اشارہ کردیا کہ امانت صرف یہی نہیں کہ کسی کا کوئی مال کسی کے پاس رکھا ہو، جس کو عام طور پر امانت کہا اور سمجھا جاتا ہے، بلکہ امانت کی بہت سی قسمیں ہیں، جن میں حکومت کے عہدے بھی داخل ہیں، اور مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اسی مجلس کی امانت ہے، ان کی اجازت کے بغیر اس کو دوسروں سے نقل کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، آیت میں ان سب امانتوں کا حق ادا کرنا شامل ہے۔

(معارف القرآن: ج۲،ص:۴۴۷)

قرآن کریم کی اس آیت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امانت کا ادا کرنا لازم ہے، چاہے وہ امانت کسی کی بھی ہو اور چاہے وہ شخص کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو، اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی کا حق ادا نہیں کیا تو ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کو قیامت میں امانت کے بدلے میں اپنے

اعمالِ صالحہ روزے اور نماز دینے ہوں گے، کیونکہ آخرت میں دنیا کے مال ومتاع کی کوئی قیمت نہ ہوگی بلکہ وہاں اللہ کی رحمت اور عذاب کے لیے آدمی کے کاموں کو بنیاد بنایا جائے گا۔

اس آیت کے اترنے کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ ’’عثمان بن طلحہ‘‘ کے پاس خانۂ کعبہ کی چابی رہا کرتی تھی جب مکہ معظّمہ کو فتح کیا تو عثمان سے چابی منگوائی، وہ چابی لیکر آئے اور اپنے ہاتھ سے کعبۃ اللہ کی چابی یہ کہہ کر دی کہ یہ امانت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے کعبہ کو کھولا اور اندر گئے جب باہر آئے تو بڑے بڑے صحابہ اس کی آرزو کر رہے تھے کہ اللہ کے گھر کی چابی اللہ کے رسول ﷺ ہمیں عنایت فرمادیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، چنانچہ آپ نے کعبہ کی چابی عثمان ہی کو واپس کی حالانکہ سب لوگ لکھتے ہیں کہ اس وقت تک ’’عثمان بن طلحہ‘‘ ایمان نہیں لائے تھے اس واقعہ کے بعد حضرت محمد ﷺ کے انصاف کو دیکھ کر ایمان لائے ہیں، یہ بات قابل غور ہے کہ عثمان اگرچہ مسلمان نہیں تھے لیکن امانت کی ایسی اہمیت ہے کہ اس کو اسی کے ہاتھ تک پہونچایا جائے گا جس ہاتھ سے لیا ہے اس سے کوئی بحث نہیں کہ مسلمان کا ہاتھ ہے یا غیر مسلم کا۔

﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضاً فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ أَمَانَتَه‘ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّه‘﴾.

(البقرہ:۲۸۳)

’’پھر اگر ایک دوسرے پر اعتبار کرے تو چاہیے کہ جس پر اعتبار کیا وہ اپنی امانت کو پورا ادا کردے اور اللہ سے ڈرتا رہے جو اس کا ربّ ہے‘‘۔

(ترجمہ: شیخ الہند)

حاصل اس ارشاد کا یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں کوئی امانت ہے اس پر لازم ہے کہ یہ امانت اس کے مستحقین کو پہنچا دے، رسول کریم ﷺ نے ادائے امانت کی بڑی تاکید فرمائی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے کوئی خطبہ دیا ہو اور اس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو:

''جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس شخص میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔'' (معارف القرآن: ج۲،ص:۴۴۶)

﴿اَلَّذِيْنَ هُمْ لِاَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾.

(المومنون: ۷، المارج: ۳۲)

''اور (بالتحقیق ان مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی) جو اپنی (سپرد میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہد کا (جو کسی معاہدہ کے ضمن میں کیا ہو یا ویسے ہی ابتداً کیا ہو) خیال رکھنے والے ہیں''۔

امانت کے لغوی معنی ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی ذمہ داری کسی شخص نے اٹھائی ہو اور اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہو، اس کی قسمیں چونکہ بے شمار ہیں، اس لیے اس کو بصیغۂ جمع لایا گیا، تاکہ امانت کی سب قسموں کو شامل ہو جائے خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا حقوق العباد سے۔

حقوق اللہ سے متعلق امانات میں تمام شرعی فرائض و واجبات کا ادا کرنا اور تمام بُرے کاموں سے پرہیز کرنا ہے اور حقوق العباد سے متعلق امانات میں مالی امانت کا داخل ہونا تو معروف ومشہور ہے اس کے علاوہ کسی نے کوئی راز کی بات کسی سے کہی وہ بھی اس کی امانت ہے، بغیر اجازت کے کسی کا راز ظاہر کرنا امانت میں خیانت ہے، مزدور، ملازم کو جو کام سپرد کیا جائے اس کے لیے جتنا وقت خرچ کرنا باہم طے ہو گیا ہے اس میں اس کام کو پورا کرنے کا حق بھی امانت ہے، کام کی چوری یا وقت کی چوری خیانت ہے، کسی بھی جگہ ملازمت کرنے والے کو یہ آیت مبارکہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔ (معارف القرآن: ۶-۲۸۶)

﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾.

(بنی اسرائیل: ۳۷)

''اور عہد کو پورا کیا کرو بے شک ایسے عہد کی (قیامت میں) باز پرس ہونے والی ہے''۔

عہد میں تمام احکامِ الٰہیہ اور تمام معاہدے جو لوگوں کے درمیان ہوتے

ہیں داخل ہیں، معاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ دو فریق کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہوا اور جو کوئی کسی سے یک طرفہ وعدہ کر لیتا ہے کہ میں آپ کو فلاں چیز دوں گا، یا فلاں وقت آپ سے ملوں گا یا آپ کا فلاں کام کر دوں گا ان سب کا پورا کرنا واجب ہے اور عہد کے مذکورہ حکم میں داخل ہے۔

(معارف القرآن: ج ۵، ص ۴۸۰)

﴿وَبِعَهْدِ اللّٰهِ أَوْفُوا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾.

(الانعام: ۱۵۲)

''اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا کرو اس کو پورا کیا کرو ان (سب) کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے، تا کہ تم یاد رکھو (اور عمل کرو)''۔

عہد دو طرح کے ہیں، ایک وہ جو بندہ اور اللہ کے درمیان ہیں، جیسے ازل میں بندے کا یہ عہد کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے، اس عہد کا لازمی اثر اس کے احکام کی اطاعت اور اس کی رضا جوئی سے ہوتا ہے، یہ عہد تو ہر انسان نے ازل میں کیا ہے، خواہ وہ دنیا میں مؤمن ہو یا مومن نہ ہو، دوسرا عہد مومن کا ہے، جو شہادت ''لاالٰہ الأاللّٰہ'' کے ذریعے کیا گیا ہے۔

عہد کی دوسری قسم وہ ہے جو انسان کسی دوسرے انسان سے کرتا ہے، جس میں تمام معاہداتِ سیاسی، تجارتی معاملات شامل ہیں، جو افراد یا جماعتوں کے درمیان دنیا میں ہوتے ہیں۔

پہلی قسم کے تمام معاہدات کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے، اور دوسری قسم میں جو معاہدات خلافِ شرع نہ ہوں اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

(دو آدمیوں کا آپس میں کوئی معاہدہ یا ایک شخص کا کوئی وعدہ کر لینا یہ بھی ایک طرح سے امانت ہی کے ماتحت آئیگا وعدہ کو پورا کرنا چاہیے جس سے وعدہ کیا

گیاہے زندہ ہے یا مر گیا امانت داری ہے اور وعدہ سے مکر جانا خیانت کہلائے گا)۔

(معارف القرآن: ج ۵، ص: ۴۷۹)

امانت داری سے متعلق کچھ حدیثیں

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا قَالَ: لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ﴾.

(رواه البيهقي)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں تقریر کی ہو اور اس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو: ''جس میں امانت کی خصلت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں''۔

اس سے یہ پتہ چلا کہ خیانت اور بدعہدی کرنے والا انسان مومن کامل نہیں ہوسکتا، چاہے وہ کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کرے۔

﴿رَوَى أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ﴾.

(أخرجه الدار قطني)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا آپ نے فرمایا: جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو، اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو''۔

ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا اور لڑائی کرنے والے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے، اگرچہ اسلام میں ہر انسان کو بدلہ لینے کا حق حاصل ہے، لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کامل ایمان رکھنے والے، مومن کے لیے یہی ہے کہ وہ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور عفوو درگزر کا معاملہ کرے۔

﴿عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاثَةٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ﴾. (رواہ مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے (۳) جب اس کو کسی چیز کا امین بنادیا جائے تو خیانت کرے''۔

﴿عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقاً وَإِنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ﴾.

(رواہ البخاری و مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار عادتیں ایسی ہیں جس میں چاروں جمع ہوجائیں وہ منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہوتو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۳) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۴) جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے''۔

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ بُری عادتیں مسلمانوں کی عادتیں نہیں، بلکہ ان کے کرنے والے ایمان سے محروم لوگ منافق ہوا کرتے ہیں، جن کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، اس لیے ہر مومن کو ایسی عادتوں سے اپنے آپ کو پاک کرنا چاہیے۔

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم تَقَبَّلُوْا لِيْ سِتًّا أَتَقَبَّلْ لَكُمُ الْجَنَّةَ، قَالُوْا: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: ''إِذَا حَدَّثَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَكْذِبْ، وَإِذَا وَعَدَ فَلاَ يُخْلِفْ، وَإِذَا اُؤْتُمِنَ فَلاَ يَخُنْ، وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ''﴾.

(المستدرک، رقم الحدیث: ٨٠٦٧)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ چھ باتوں کی ذمہ داری لے لوتو میں تمہارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں، تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ چھ باتیں کیا کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: (١) جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، (٢) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے، (٣) جب امانت سپرد کی جائے تو خیانت نہ کرے، (٤) اور اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو (یعنی جس پر نظر ڈالنا حرام ہے اس پر نظر نہ ڈالو)، (٥) اپنے ہاتھوں کو روکو (ظلم کرنے سے)، (٦) (اور حرام کاری سے) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو''۔

ہر مسلمان کو یہ تعلیمات اپنی زندگی میں اتارنا چاہیے اور اسلام کا صحیح اور مکمل نمونہ بنکر دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیے تا کہ دنیا اور آخرت آباد ہو سکے۔